مرثیہ خمسہ بجناب حضرت امام حسین رضؓ و قاسم رضؓ

کہا یہ دل کو میں راضی ہے کیوں تو چشم پرنم ہے — محبت تجھ کو شادی سے نہیں اُلفت ہے ماتم سے
یہ دل بولا کجا شادی نہ بک اے بے خبر غم سے — اُسے پامال کروایا فلک نے پوچھ عالم سے
قدم پھرنے کو دے کر سال کے ماہِ محرم سے

ہوئی تھی ایک شادی اب سے گنتے ہو برس آگے — اگر کیجے بیاں اس کا فلک تا دادرس آگے
نہ ہو مریخ کو قتل و قمع کی پھر ہوس آگے — عجب کیا ہے کہے رو رو کے وہ اے یار بس آگے
فلک بہ جائے گا پانی ہو اس مذکور پہ بیم سے

تجھے اُس شادی کے جو جو کارکُن سو کیا بتاؤں — غضب آفت بلا رنج و تعب ہوں تو دکھاؤں میں
وگرنہ منکروں کے پاس کاذب کیوں کہاؤں میں — کہے گا ہر کوئی یہ بات کب خاطر میں لاؤں میں
اُٹھے کب بیاہ ایسا خلقتِ انساں میں باہم سے

وہ شادی کیا کہوں اک نوجواں کی کدخدائی تھی — نہ تھی وہ شادی یارو بلکہ اک آفت سمائی تھی
قضا مشاطہ ہو نسبت کا اُسکو رقعہ لائی تھی — مصیبت بہر تحقیقِ نسب ساتھ اُسکے آئی تھی
لگے دکھ درد و غم کہنے نسب تیں پوچھ لے ہم سے

نسب نامہ ہے یہ اُس کا اُٹھی ہے جسکی یہ شادی — حسن ہے باپ او دادا علی اور فاطمہ دادی
وہ عبداللہ عم گردن پہ جس کے خط آزادی — یہ نوشہ چاہتا ہے گور کے گھر خانہ آبادی
کرتا چھوٹے زمانے کے جفا و جور ہر دم سے

مصیبت نے سُنا جب یہ تو از راہِ وفاداری — یہ بولی کام اس شادی کا آنکھوں سے کروں جاری
کہا غم سے دلِ عالم پہ کر مہندی کی تیاری — لگن لوہو سے رکھ بھر کر بہ زیرِ چرخ زنگاری
وہ رونق گر نہ ہو کے ہو جواب تک عہدِ آدم سے

www.emarsiya.com

غرض جس وقت منگنی کا نشاں اُس شہ کو آیا تھا   اُسے شربت کی جا قسمت نے خونِ دل پلایا تھا
عوض مصری کی دولھن نے جگر کا لخت کھایا تھا   اور اُس کے بیاہ ساچق کا یہ ساماں کر دکھایا تھا
کہ ایسا کچھ نہ دیکھے گا کوئی پھر ہر دو عالم میں

غمِ دل آ کے اُس مجلس میں یہ توری جتاتا تھا   جگہ چوبے کے واں خونِ جگر ہر ایک کھاتا تھا
نہ سمجھو گے کسی کو آ کوئی شربت پلاتا تھا   جو اشک آنکھوں سے بہ کر تشنگاں کے منہ کو آتا تھا
سمجھتے تھے اُسے بہتر وہ آبِ چاہ زمزم سے

نہ تھی کچھ وضع وہ شادی کی تھا صدمہ زمانے کا   کہ جب یہ طور ہو دولھن کے گھر ساچق کے جانے کا
حوالہ دست اور سینے کو تھا نوبت بجانے کا   صدا شہنائے آہ و نالہ تھا بجنا شہانے کا
فغاں کرنا مانا تھی اسرافیل کے دم سے

گل آرائش کے تختہ پر ہوئے جائے شہیدوں کے   دلِ پر خون تھے شیشے رنگ کے ان برگزیدوں کے
بجائے منگیاں نیزوں پہ سر تھے خون چکیدوں کے   اب آگے کیا کہوں احوال اُن آفت رسیدوں کے
جو ٹپکے خون ہو دل سامعوں کی چشم پُر نم سے

کہوں کیا نقل مہندی کی جو مہندی لانے والے تھے   سپاہِ شام کی شمشیر، خنجر، تیر، بھالے تھے
طبق مہندی کی اس صورت میں دُنیا سے نرالے تھے   زمیں پہ منجمد ہر اک جگہ لوہو کے تھالے تھے
زبس ٹپکے تھا خوں ہر ایک جا تنہائے بے دم سے

لگا نا شہ کی قسمت سے کب اُس مہندی کا ملتا تھا   قبیلہ دیکھ دیکھ اُس کو کھڑا اسب ہاتھ ملتا تھا
نظر کر رنگ مہندی کا جگر دولھن کا جلتا تھا   ز سر تا پا تن اُس کا آتشِ غم سے پگھلتا تھا
مقابل تھی دُلھن اس رات شمعِ بزمِ ماتم سے

سواری میں جو نوشہ کی اصولِ شادیانے تھے   فلک کو سینہ و زانو و سر غم میں بنانے تھے
صدا ہر نوحہ کر کے واں بدھاوے اور شہانے تھے   یہ نوبت اور نوبتیوں کو شور و غل مچانے تھے

www.emarsiya.com

کہ لرزے تھی زمیں ہر آن سینوں کی دھمادھم سے

دلوں کی آہ آتشبار چھٹنا تھا اناروں کا
جو قطرہ اشک کا تھا گنج تھا سو وہ ستاروں کا
ہوائے نالہ تھا ہر ایک آن غربت کے ماروں کا
بیاں کس منہ سے کیجے اور حال اُن بیقراروں کا
جو رم اُن کے تھے زیادہ تر ہو جلنی کے تھے وہ دم سے

سواری چلنے کا اسلوب غوغا حشر کا سا تھا
سروں میں جھومتا نیزہ پہ سر دولہا کا جاتا تھا
غبار اور گرد اُس رہ کا نچھاور شہ کے سر کا تھا
نہ تھا کچھ بیاہ وہ آفاق میں اک فتنہ برپا تھا
کہ جس کی شادی بدتر تھی الم سے غم سے ماتم سے

کوئی تن دیکھ کے پوچھے تھا دولہا کا کہاں سر ہے
کوئی کہتا تھا اُس سے دیکھ وہ جاتا ہے نیزے پر
کوئی سر دیکھ کر بولے کہ تن اس سر کا ہے کیدھر
کوئی اس سے کہے یاں ڈھونڈھو ہوگا خاک و خوں اندر
کوئی سوچے جدا شہ کا سر و تن کیوں ہے باہم سے

کہوں میں کس زباں سے حال اُس شادی کی مجلس کا
مشابہ وہ بغیر از مسلخ قصاب ہو کس کا
پڑا تھا ٹکڑے ٹکڑے واں یہ تن ہر ایک بے حس کا
زمیں پر ہر طرف جاری تھا خونِ حلق جس تس کا
یہ مجلس اور وہ مسلخ تھے آپس بیچ ہم خم سے

جو شربت بزم میں پوچھو تو آبِ تیغِ قاتل تھا
غنا آواز تھی مذبوح کی رقاص بسمل تھا
گلے میں ہار سب کے زخمِ شمشیرِ حمائل تھا
پُر از خوں جو دہن تھا پان کھانے کے مقابل تھا
یہ بزم و حشر کچھ باہم نظر آتے تھے توام سے

یہ بندھنوار شادی کی بندھی دولہا دولھن کے گھر
قبیلہ کٹ گیا زنجیر میں دونوں کا سر تا سر
منڈھا یہ تھا کہ غم چھایا گیا آفاق کے دل پر
چڑھایا نیل دولہا کو لہو سر تا قدم مل کر
بندھا طرہ جو اُس کے سر سو وہ نیزے کی پرچم سے

بوقتِ آرسی مصحف زمانے کی یہ اُن بن ہو
کہ دولہا رونمائی جان دے اور بیوہ دولھن ہو

www.emarsiya.com

سر نوشہ تو نیزے پر ہو خاک و خون میں تن ہو — پگھل جاوے یہ سن کر حال جو دل مثل آہن ہو
جفا و جور جیسا اُن پہ گذرا چرخِ اظلم سے

ستم کی تیغ سے سب اقربا دولہا کا جب کوٹا — پھر اس کے بعد لشکر شام نے دولھن کا گھر لوٹا
جفا کیشوں نے آرائش نمط اس طرح سے لوٹا — کہ تن کے کپڑے دے کوئی نہ دستِ ظلم سے چھوٹا
گزی گاڑھا تلک چھوڑا نہ لے تن زیب و شبنم سے

جفا و جور کیا کیا کہیئے اُس قومِ ستمگر کے — کہ جب خیمے میں وہ پیٹھے طمع پر مال اور زر کے
نہ چھوڑا ہاتھ میں چھلا دولھن دولھا کی مادر کے — ردا تک سب کے سر سے لے گئے وہ دھجیاں کر کے
جب اُن غربت زدوں سے کچھ نہ پایا دام و درہم سے

غرض میں کیا کہوں دولھا کا سر لے ساتھ دولھن کو — گیا نیزے پہ سوئے شام رن میں چھوڑ کر تن کو
جلایا غم نے اس شادی کے اک عالم کے تن من کو — تاسف حشر تک اس کا رہے گا مرد اور زن کو
اُٹھی شادی نبی کی آل میں قاسم کی جس دم سے

محبو اُس گھرانے میں جو یہ شادی کی صورت ہو — محبت کیونکہ شادی سے مجھے ہو راست بولو تو
کرو غور اس کو تم کہتا ہوں جو یہ بات میں تم رو — سخن کا میری اے ناداں جواب انصاف سے تم دو
مجھے اُلفت زمانے میں نہ ہو کس طرح ماتم سے

جو دھویا چاہتا ہے نامۂ اعمال اے سودا — تو رو رو کر بھگو رومال پر رومال اے سودا
خوشی کو رات دن کر غم کے تو پامال اے سودا — الم سے اپنے رکھ سینے کو مالامال اے سودا
بچاتا ہے اگر تو آپ کو نارِ جہنم سے

---

www.emarsiya.com